Journal of Islamic Civilization and Culture (JICC)

JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION AND CULTURE(JICC)

Volume 3, Issue 1 (Jan-June, 2020)
ISSN (Print):2707-689X
ISSN (Online) 2707-6903
Issue: http://ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/8
URL: http://ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/93/91
Article DOI: https://doi.org/10.46896/jicc.v3i01.93

Title	The status of Haqiqah in the light of Sunnah
Author (s):	Dr. Zahida Perveen, Dr Aijaz Ali Khoso and Dr. Abdur Rehman Kaloi
Received on:	29 June, 2019
Accepted on:	29 May, 2020
Published on:	25 June, 2020
Citation:	Dr. Zahida Perveen, Dr Aijaz Ali Khoso and Dr. Abdur Rehman Kaloi, "Construction: The status of Haqiqah in the light of Sunnah," JICC: 3 no, 1 (2020): 221-238
Publisher:	Al-Ahbab Turst Islamabad

Islamic Research Index HEC Approved Research and Indexing Agency
INTERNATIONAL Scientific Indexing
المنهل ALMANHAL
ASIAN Research Index
Crossref

Click here for more

عقیقہ کی شرعی حیثیت سنت نبوی کی روشنی میں

The status of Haqiqah in the light of sunnah

ڈاکٹر زاہدہ پروین*

ڈاکٹر عبدالرحمٰن کالوئی**

ABSTRACT

Aqiqah, an Islamic terminology, is defined as the animal that is slaughtered on the occasion of child birth. For the child there should be aqiqah, on behalf of the child make sacrifice and remove the hair. The preferable method for Aqiqah is that it should be performed on the seventh day if not then the 14th or 21st and so on. Some scholars have said that this can be carried on till the child has become mature and say Aqiqah can be performed then. However after this period performing Aqiqah is irrelevant. Some scholars given the Fatwa that Aqiqah is valid till the day of one's death. If someone after becoming an adult performs his own Aqiqah, according to some scholars it is not valid but according to some scholars it's permissible as it is also understood form Fadhul Bari.

The performance of Aqiqah is highly encouraged. It is to be performed by the parents or the guardians of the child. Prophet Muhammad (peace be upon him) and his companions used to perform Aqiqah when they were bestowed with a newborn. There are many benefits in the performance of Aqiqah. One is the announcing the birth of the baby. Being bestowed a child is a great blessing from the Creator. Another purpose is inviting family members, neighbors, and friends to celebrate the blessed occasion. The poor should be included in the celebration by offering them food and meat served on this occasion.

This paper discusses those issues related to aqiqah which are disputable among the respected Faqaha. These include the conditions for aqiqah, the masnoon day for aqiqah, discussion on the difference of number while sacrificing for a boy or a girl and the meaning of the statement that a child is a mortgage in lieu of aqiqah. Aqiqah is considered obligatory by some and an optional sunnah by some. Some call it recommended while yet others think it is makroh or a biddah. This article analyzes the arguments of these varied stances and sheds light on the reluctance of the Ummah to practice aqiqah. Moreover, researched- backed analysis of the status of Tahneek and Tasmiyah in Shariah has been presented in this article.

---

*صدر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ وقار النساء کالج، راولپنڈی

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ تقابل ادیان اور اسلامی ثقافت، سندھ یونیورسٹی، جمشورو

اسلام اپنے ماننے والوں کو نعمت ملنے پر اس کے اظہار کا بعض مواقع پر حکم دیتا ہے، اس میں سے ایک موقع بچہ یا بچی کی پیدائش بھی ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر اس سے پوچھیں جو اولاد سے محروم ہو۔ اکثر لوگ بچی کی پیدائش پہ مرجھا جاتے ہیں جبکہ بچی کی پیدائش اور اس کی صحیح تربیت حصول جنت کا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف بچے کا عقیقہ کرنے کا حکم ہوا بلکہ بچی کی پیدائش کی خوشی میں بھی عقیقہ کرنا چاہئے۔ اے کاش لوگ اس بات کو سمجھتے تو بچیوں کے اسقاط سے پرہیز کرتے یا بچی کی پیدائش پر پرمزدہ نہیں ہوتے۔ عقیقہ سے اسلام کے ایک شعار کا اظہار ہوتا ہے، اللہ کی بڑائی اور اس کی حمد وثنا بھی ہو جاتی ہے، خالص اسکی رضا کے لئے عقیقہ کرنے سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ بچے کے بہت سے دنیاوی اور دینی امور رب العالمین کی توفیق سے سہل ہو جاتے ہیں۔ عقیقہ کا ایک بڑا فائدہ علماء نے لکھا ہے کہ والدین کو اس سے قیامت میں بچے کی شفاعت نصیب ہو گی جو "کل غلام رھین" سے مفہوم اخذ کیا جاتا ہے۔

عقیقہ کے لغوی واصطلاحی معنی:

عقیقہ 'عق یعق' سے ہے جس کا معنی الشق (چیز کا پھاڑنا) یا القطع (کاٹنا) ہے، اصطلاح میں عقیقہ اس جانور کو کہا جاتا ہے جو بچے کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے،[1] ان بالوں کو بھی عقیقہ کہا جاتا ہے جو ولادت کے وقت بچے کے سر پر ہوتے ہیں۔[2] کیونکہ جانور کو ذبح کرنے میں بھی شق اور قطع پایا جاتا ہے اور بچے کے ان بالوں کو بھی ساتویں دن اُتارا جاتا ہے، لہٰذا اس میں بھی قطع کا مفہوم موجود ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان بالوں کو بچے کا حق میں 'اذی' قرار دیا ہے اور اُسے مونڈنے کا حکم دیا ہے۔[3] اصمعی، ابو عبید اور زمخشری کا بھی یہی کہنا ہے: (الشعر الذی یخرج علی رأس المولود.)[4] انھوں نے بکری یا جانور جو بالوں کے اُتارنے کے وقت ذبح کی جاتی ہے، اس کو اس حالت میں ذبح کرنے پر عقیقہ کہا جاتا ہے۔

حقیقہ سنت نبوی کی روشنی میں:

(ا) حضرت اُمّ کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :

عَنْ أُمِّ كُرْزٍ، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ»[5]

جبکہ بطریق سفیان عن عمرو بن دینار، عن عطاء، عن حبیبۃ بن میسرۃ، میں "مثلان" کی بجائے "مکافتان" کا لفظ ہے[6]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کیا جائے"۔

(۲) یوسف بن ماھک سے روایت ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن کے پاس گئے اور ان سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا، تو انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ نَعُقَّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً» [7]

"رسول اللہ ﷺ نے انھیں لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا حکم دیا۔"

(3) سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعًا روایت کرتے ہیں:

((قال مع الغلام عقيقة)) [8]

(4) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے مرفوعًا روایت کرتے ہیں:

((كل غلام رهينةٌ بعقيقة، تذبح عنه يوم السابع، و يحلق راسه ويدّمى.)) [9]

"ہر بچہ عقیقہ کے بدلے میں گروی ہوتا ہے، پس ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے، اس کے سر کے بال مونڈ دیے جائیں اور تدمیہ کریں۔"

"تدمیہ" کی تشریح رواۃ حدیث میں سے قتادہ نے ان الفاظ میں کی ہے کہ

((إِذَا ذَبَحْتَ الْعقيقة اخذت منها صوفةً واستَقْبَلْتَ بِهِ أَوْدَاجَهَا ثُمَّ تُوْضَعُ عَلىٰ يَا فُوْخِ الصَّبِيِّ، حتى يسيل على راسه مثل الخيط ثم يغسل راسُه بعد ويُحلق.)) [10]

"یہ کہ جب عقیقہ ذبح کیا جائے تو اس کی کھال میں بالوں بھرا ایک ٹکڑا لے کر رگوں پر رکھ دیا جائے پھر بچے کے سر پر رکھا جائے تا آنکہ دھاگے کی طرح خون بہنا شروع ہو جائے پھر سر دھو کر اسے منڈوا دیا جائے۔"

ان سب طرق سے "یُسَمّٰی" ہی مروی ہے، پس "تُدَمّٰی" شاذ ہے اور شاذ غیر مقبول ہوتا ہے۔[11] امام ابو داؤد نے "تُدَمّٰی" کو ھمام کا وہم کہا ہے اور "یُسَمّٰی" کے لفظ کو واضح قرار دیا ہے، کیونکہ ھمام "تدمی" کے نقل کرنے میں منفرد ہیں۔[12]

البتہ تدمیہ کے بارے میں عبد اللہ بن بریدہ کی روایت بطریق علی بن الحسین عن ابیہ میں صراحت ملتی ہے وہ اپنے باپ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں ہم لوگ عقیقہ میں بکری ذبح کرکے اس کا خون بچے کے سر پر لگاتے تھے لیکن جب اسلام آیا تو ہم بکری ذبح کرتے، بال منڈواتے اور زعفران سے بچے کا سر رنگتے۔[13] لیکن زعفران سے سر رنگنے کا تذکرہ کسی اور حوالے سے نہیں ملا۔

(٦) بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے :

((ان الناس یعرضون علی العقیقة یوم القیامة کما یعرضون علی الصلوات الخمس.))[14]

(٧) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

((ان الیهود تعق عن الغلام کبشا ولا تعق عن الجاریة، فعقوا عن الغلام کبشین وعن الجاریة کبشا.))[15]

"ترجمہ: یہود لڑکے کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کرتے اور لڑکی کا عقیقہ نہیں کرتے، پس تم (اے مسلمانو!) لڑکے کے دو اور لڑکی کا ایک عقیقہ کرو۔"

(8) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابوالشیخ نے بروایۃ ابی بکرالمستملی عن الہیثم بن جمیل وداؤد بن المحبر عن عبداللہ بن المثنی عن ثمامہ مرفوع روایت تخریج کی ہے :

((أن النبي ﷺ عق عن نفسه بعد النبوة.))[16]

"یعنی نبی ﷺ نے نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ کیا ہے" ۔

(١٢) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺعَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَبْشًا كَبْشًا))[17]

(١٣) حضرت علی سے روایت ہے کہ:

عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺعَنِ الْحُسَيْنِ بِشَاةٍ وَقَالَ: «يَا فَاطِمَةُ احْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِزِنَةِ شَعْرِهِ»[18]

"رسول اللہ ﷺ نے حسن کی طرف ایک بکری ذبح کی اور نبی علیہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم اس کا سر منڈواؤ اور اس کے بالوں کے وزن میں چاندی صدقہ کردو۔"

احادیث مبارکہ کی روشنی میں حقیقہ کے اہم پہلو:

١- عقیقہ اسلام میں مشروع ہے اور مستحب ہے۔ کیونکہ زیادہ احادیث میں عقیقہ پر زور دیا گیا ہے جبکہ ایک حدیث میں "اَحَبَّ اَنْ یَنْسُکَ" کے الفاظ آئے ہیں، ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے عقیقہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

٢- لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کی جائے۔

٣- عقیقہ ساتویں دن کیا جائے۔

۴-ساتویں دن نومولود کے بال بھی اتروادیے جائیں اُسے رسول اللہ ﷺ نے بچے کے لیے اذیت اور ایک روایت میں ''اقذارہ'' ''عن عمرو بن شعیب'' بھی کہا گیا ہے[19]۔

۵-بچے کے لیے دونوں بکریاں تقریباً برابر کی لی جائیں اور ایک وقت پر یکے بعد دیگرے ذبح کی جائیں۔

۶-اگرچہ زمخشری نے ''مکافءتان'' سے مراد قربانی کے جانور کے برابر کا مفہوم لیا ہے لیکن علمائے اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عقیقہ میں جانور کے لیے کوئی شرط نہیں ہے۔

۷-بچے کے بال اتروانے سے پہلے یا بعد میں خون یا کسی اور چیز سے سر کو رنگنا رسم جاہلیت کے طور پر جائز نہیں اس پر نرم سے نرم حکم بھی کراہت کا ہے۔

۸-یہود میں بھی عقیقہ کا رواج تھا، لیکن وہ صرف لڑکے کا عقیقہ کرتے تھے، جس سے جنس کی بنیاد پر طبقاتی تقسیم پیدا ہوتی، رسول اللہ ﷺ نے لڑکی کے عقیقہ کا بھی حکم دیا۔

۹-رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد اپنا عقیقہ خود کیا۔

۱۰-کسی انسان کا عقیقہ اگر اُس کے بچپن میں نہ ہوا ہو تو بڑے ہو کر اُسے خود کرنا چاہیے۔

۱۱-رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہ کے عقیقے خود کیے۔

۱۲-عقیقہ باپ کو کرنا چاہیے، لیکن اگر کوئی دوسرا قریبی عزیز بھی کر دے تو ادا ہو جائے گا۔

۱۳-حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہ کے عقیقے کے طور پر دو دو بکریاں ذبح کی گئیں۔

۱۴-نومولود کے سر کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا چاہیے۔

۱۵-نومولود کا نام ساتویں دن رکھنا افضل ہے اگر عقیقہ نہ کرنا ہو تو پہلے دن بھی رکھنا سنت ہے۔

۱۶-احادیث عقیقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کوئی نعمت دے تو شکرانہ اور خوشی کے اظہار کے لیے کھانے کا اہتمام کرنا یا صدقہ کرنا پسندیدہ عمل ہے۔

۱۷-خوشی کے اظہار کا بہترین طریقہ موقع محل کے مطابق اللہ کی عبادت کرنا ہے خواہ وہ عبادت بدنی ہو، لسانی ہو یا مالی۔

۱۸-عقیقہ کا جانور نر ہو یا مادہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۱۹۔عقیقہ کی احادیث میں دنبہ یا بکری کا تذکرہ ہے، اس لیے انہی کو قربان کرنا چاہیے البتہ ایک ضعیف روایت میں اونٹ وغیرہ کا بھی تذکرہ ہے، اس لیے علماء نے اس کی اباحت تسلیم کی ہے۔

عقیقہ کی مشروعیت میں فقہاء کا اختلاف:

۱ : عقیقہ کی مشروعیت۔

۲ : عقیقہ کے لیے مسنون دن۔

۳ : لڑکے اور لڑکی کے عقیقہ کے عدد میں فرق۔ ۴

: بچے کے ''رہین''یعنی گروی ہونے کا مفہوم۔

ا۔ عقیقہ کی مشروعیت:

عقیقہ کے حکم میں فقہاء کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔

الف :امام داؤد ظاہری اور ابن حزم کے نزدیک عقیقہ واجب ہے۔[20]

ب :امام احمد سے دو روایات ملتی ہیں، ایک عقیقہ کے وجوب کی اور دوسری سنت مؤکدہ کی۔[21]

ج :امام شافعی عقیقہ کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں۔[22]

د :امام مالک کے نزدیک عقیقہ مندوب اور مستحب ہے۔[23]

دلائل سنت مؤکدہ:

جو حضرات عقیقہ کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں وہ بھی انھیں احادیث سے استدلال کرتے ہیں، وہ ان سے تاکید کا حکم احذ کرتے ہیں کیونکہ جمہور علماء کا مؤقف ہے کہ اضحیۃ کی فرضیت سے عقیقہ فرض تھا بعد میں اس کی فرضیت ساقط ہوگئی، صوم عاشوراء کی طرح۔ شوافع کے نزدیک اس کی تاکید باقی ہے۔

دلائل استحباب:

حضرات مالکیہ اور دیگر کے نزدیک عقیقہ مستحب ہے، وہ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ (جو نمبر ۱۰ اپر موجود ہے) سے استدلال کرتے ہیں۔

دلائل کراہت:

حنفیہ کے قول کراہت کی دلیل یہ ہے:

(اما العقیقة فبلغنا أنها فی الجاهلية، وقد فعلت فی اوّل الاسلام، ثم نسخ الأضحی کلّ ذبح کان قبله، نسخ شهر رمضان کل صومٍ کان قبله، ونسخ غسل الجنابة کل غسل کان قبله ونسخت الزکاة کل صدقة کان قبلها، کذالک بلغنا.)[24]

اس عبارت سے درج ذیل فوائد حاصل ہوئے:

الف :عقیقہ زمانۂ جاہلیت میں مروّج تھا، اوائل اسلام میں بھی اس کا رواج رہا۔

ب :اضحیہ کی فرضیت نے عقیقہ کی مشروعیت منسوخ کردی۔

ج : جیسے (۱) رمضان کے روزوں نے دیگر سب روزے۔ (۲) غسل طہارت نے دیگر تمام غسل اور (۳) زکاۃ نے تمام دیگر صدقات کو منسوخ کر دیا۔

۲۔ عقیقہ کا مسنون دن:

عقیقہ کا مسنون دن ح: ۵ اور ۱۳ میں بچے کی پیدائش کا ساتواں دن بتایا گیا ہے۔ امام مالک، پہلا دن ولادت سے اگلے دن کو شمار کرتے ہیں اور ان کے نزدیک عقیقہ صرف ساتویں دن کیا جا سکتا ہے۔[25]

امام شافعی کے نزدیک ستویں دن تعیین کے لیے نہیں بلکہ اختیار کے لیے ہے۔ لہٰذا ساتویں دن سے پہلے اور بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک ساتواں دن، ورنہ چودھواں دن عقیقہ کے لیے خاص ہے البتہ بعض کے نزدیک اکیسواں دن بھی عقیقہ کے لیے ہے اگر کوئی ان تین دنوں میں عقیقہ نہ کر سکے تو جب چاہے کر لے، لیکن عقیقہ کا ثواب ان سوابع (سابع کی جمع) کے ساتھ خاص ہے۔ البتہ کچھ علماء نے آپ ﷺ کے بعثت کے بعد اپنا عقیقہ کرنے کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ بالغ ہونے کے بعد اپنا عقیقہ خود کرنا چاہیے۔[26]

اسی وجہ سے محمد بن سیرین نے کہا کہ اگر مجھے پتہ ہو میرا عقیقہ نہیں ہوا تو میں خود اپنا عقیقہ کروں گا۔[27]

اس میں بھی اختلاف ہے کہ عقیقہ رات کو کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ ابن القاسم رات کو عقیقہ کرنے کے جواز کے قائل نہیں ۹۷۔ امام مالک کے نزدیک فجر کے بعد اسے ذبح کرنا چاہیے یعنی صبح کے وقت[28]۔

۳۔ لڑکے اور لڑکی کے عقیقے کا مسنون عدد:

لڑکے اور لڑکی کے عقیقے کے عدد میں بھی اہل علم میں اختلاف ہے۔

امام مالک کے نزدیک لڑکا اور لڑکی دونوں کے لیے ایک ایک بکری عقیقہ کرنا ہو گی، وہ اس کی دلیل حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے لیتے ہیں کہ اس میں مطلق حکم ہے: ((فأہریقوا عنہ دمًا.))[29] اس ”دَمًا“ ایک خون کا حکم ہے۔ دوسری دلیل وہ حدیث ہے، جس میں حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ”کبشًا کبشًا“ کا ذکر ہے۔[30]

بعض کے نزدیک لڑکی کے لیے عقیقہ نہیں ہو گا، صرف لڑکے کا عقیقہ کیا جائے گا۔ اور وہ بھی ایک بکری، یہ حسن کی رائے ہے، لیکن شاذ ہے۔[31]

ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ((مع الغلام العقیقۃ)) یعنی ایک عقیقہ صرف لڑکے کی طرف سے، کے الفاظ ہیں۔ البتہ جمہور کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی

طرف سے ایک بکری ہے۔ لیکن اگر دو بکریوں کی گنجائش نہ ہو تو لڑکے کی طرف بھی ایک بکری کی جاسکتی ہے۔[32]

میڈیکل سائنس کے طلباء کے لیے یہاں دو پہلو تحقیق کے موجود ہیں:

الف: نومولود کے بالوں میں موجود ''اذی'' کی تلاش۔

ب: پہلے سات دن کے اندر نومولود کی جلد کی نرمی میں کتنی کمی واقع ہو جاتی ہے؟ اور اس کی کیا نوعیت ہوتی ہے؟

تحنیک "گھٹی دینا":

تحنیک ''حنک'' سے ہے اور باب تفعیل میں استعمال ہوا ہے[33] حنک منہ کے اندر کے اعلی اور اسفل حصوں کے لیے بولا جاتا ہے۔[34] اس طرح منہ میں دو حنک ہوتے ہیں۔ ایک ''حنک اعلیٰ'' اور دوسرا ''حنک اسفل'' ابن منظور الافریقی اس پر استشہاد کے لیے شعر بھی لائے ہیں۔

فالحنک الاعلی طوال سرطم والحنک الاسفل منہ افقم۔[35]

''حنک الدابۃ'' سے مراد جانور کے منہ میں رسی لگانا ہے۔[36]

حنک الرجل سے مراد آدمی کو تجربہ کار بنانا ہے۔[37]

حنک الصبی کا مطلب بچے کو مہذب بنانا ہے۔[38]

حنک کا مطلب مصباح اللغات میں چبا کر نرم کرنا بھی بتایا گیا ہے۔[39]

حنک کے ذریعے کھلانے کو بھی ''تحنیک'' کہتے ہیں۔[40]

گویا اس طرح بچے کو کھجور وغیرہ نرم کر کے اسے بچے کے حنک اعلی میں لگا کر اسے کھانے کے رستہ کا فہم دے کر تجربہ کار اور مہذب بننے میں مدد دی جاتی ہے۔ تحنیک میں (الف) حنک اعلیٰ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ (ب) بچے کو کھانے پینے کے رستے کا فہم دیا جاتا ہے۔ (د) کھجور وغیرہ کو چبا کر نرم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا گھٹی دینے کو عربی میں تحنیک کہا جاتا ہے۔

تحنیک کا حکم:

تحنیک سنت ہے رسول اللہ ﷺ ہر بچے کو تحنیک کرتے تھے، اس سلسلہ میں کچھ واقعات حدیث میں موجود ہیں اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے کی ولادت ہوئی تو وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے، آپ علیہ السلام نے بچے کا نام ابراہیم رکھا اور اسے کھجور کی تحنیک کی، علاوہ ازیں اس کے لیے برکت کی دعا بھی کی۔[41]

۲- (حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما کے ہاں عبداللہ بن زبیر کی ولادت ہوئی تو مسلمانوں نے بے حد خوشی کا اظہار کیا کیونکہ ہجرت مدینہ کے بعد تو مسلمانوں نے بے حد خوشی کا اظہار کیا کیونکہ ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کے ہاں یہ پہلا بچہ تھا جو تولد ہوا، اور مشہور ہو چکا تھا کہ یہود مدینہ نے مسلمانوں کو جادو کر دیا ہے، لہٰذا مسلمان بہت خوش ہوئے، بچے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس فوراً لایا گیا۔ آپ علیہ السلام نے کھجور چبا کر بچے کے منہ میں ڈالی، پھر برکت کی دعا دی۔[42]

۳- (حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر بچہ تولد ہوا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے، آپ علیہ السلام نے بچے کو کھجور کی گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔[43]

تینوں واقعات میں رسول اللہ ﷺ نے

(الف) ہر بچے کو گھٹی دی (ب) دو کا نام رکھا اور (ج) دو کو دعائے برکت دی۔

اس سے گھٹی کے سنت مؤکدہ ہونے کا حکم نکلتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ((أتی النبی ﷺ بصبی یحنکه))[44]

کہ آپ علیہ السلام کے پاس بچہ لایا گیا تاکہ گھٹی دیں۔ اس کا مطلب ہے کہ عہد رسالت میں لوگ آپ علیہ السلام سے گھٹی دلوانا پسند کرتے تھے۔

تحنیک میں موجود حِکم و مصالح:

تحنیک میں وہ کیا حکمتیں ہیں جن کی بناء پر رسول اللہ ﷺ ہر بچے کو گھٹی دیتے اور ہر مسلمان اس سنت پر عمل پیرا ہے، یقیناً اس میں بہت سی حِکم ہوں گی اور اس کے اہم مقاصد ہوں گے، چند اہم حِکم و مصالح درج ذیل ہو سکتے ہیں۔

i- ولادت سے پہلے بچے کو خوراک بہم پہنچانے کا نظام جوف دہن کے بجائے ناف ہوتی ہے لہٰذا اسے اتنا شعور نہیں ہوتا کہ منہ بھی ذائقہ محسوس کرنے کا مقام ہے، اسے یہ شعور دینے کے لیے اس کے منہ میں میٹھے ذائقے کی چیز کھجور یا شہد وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ii- کھجور Iron سے بھرپور غذا بھی ہے اور پھل بھی لہٰذا اس سے بچے کے نظام ہضم کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ بھی ہے کہ دن بھر بھوکا رہنے کے بعد افطاری میں کھجور کھانا سنت ہے۔ اس میں بھی کوئی طبّی حکمت کارفرما ہو سکتی ہے۔

iii- گھٹی قوت دہن کو مضبوط کرتی ہے، ابن منظور الافریقی کے جملہ یرید ون اشد ھا اکلاً[45] سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

iv- جھوٹا کھانے سے اسلام نے کوئی ممانعت نہیں کی، بعض سائنسی تحقیقات نے بھی اکٹھا بیٹھ کر ایک پلیٹ میں یا جھوٹا کھانے کی ترغیب دی کیونکہ ایک دوسرے میں اس طرح قوتِ مدافعت بڑھتی اور بیماریوں پر قابو پانے میں مدد ملتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس میں بھی بچے کی قوت مدافعت بڑھانے کا راز مضمر ہو، میڈیکل سائنس کے طلباء کے لیے اس میں تحقیقی کاوشیں سرانجام دینے کے لیے بہت وسعت ہے۔

v- شاید یہی وجہ ہے کہ ہر بندہ جو اس سنت پر عمل کرتا ہے وہ کسی نیک خصال، اور شریف النفس پرہیزگار کی گھٹی اپنے بچے کو دلوانا پسند کرتا ہے۔

تسمیہ (نام رکھنا):

بچے کا نام رکھنا اس کے ماں باپ کے لیے واجب ہے تاکہ دنیا میں آنکھ کھولنے والے ہر بچے کی اپنی ایک شناخت ہو، اور اسے اپنے آپ پر اعتماد کی قوت ملے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہوش و حواس میں آنے سے پہلے ہی نام رکھنا لازم قرار دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((کل غلام رھینة بعقیقه تذبح عنه یوم السابعة ویحلق ویسمی))[46] یعنی کہ ہر بچہ عقیقہ کے ساتھ گروی رکھا ہوتا ہے، اس کی طرف سے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے، اس کا سر منڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔ اولاد کے حقوق میں یہ بات شامل ہے کہ انہیں ان کے والدین کی طرف سے ایسا امتیاز بخشا جائے کہ وہ سب میں اپنی شناخت اور تمیز باقی رکھ سکے۔

بچہ، بچی کے عقیقہ میں فرق:

اسلام نے عورتوں کو معاشرہ میں ایک ایسا اہم اور باوقار مقام دیا ہے، جو کسی بھی سماوی یا خود ساختہ مذہب میں نہیں ملتا، لیکن پھر بھی قرآن کی آیا تو احادیث شریفہ کی روشنی میں یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالی نے اس دنیا کے نظام کو چلانے کے لئے مردوں کو عورتوں پر کسی درجہ میں فوقیت دی ہے، جیسا کہ دنیا کے وجود سے لیکر آج تک ہر قوم میں اور ہر جگہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ مثلا حمل و ولادت کی تمام تر تکلیفیں اور مصیبتیں صرف عورت ہی جھیلتی ہے۔ لہذا شریعت اسلامیہ نے بچہ کے عقیقہ کے لئے دو اور بچی کے عقیقہ کے لئے ایک خون بہانے کا جو حکم دیا ہے، اس کی حقیقت خالق کائنات ہی بہتر جانتا ہے

عقیقہ میں بکرا، بکری کے علاوہ دیگر جانور مثلا اونٹ گائے وغیرہ کو ذبح کیا جا سکتا ہے؟

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، مگر تحقیقی بات یہ ہے کہ حدیث نمبر ۱۱ور ۲ کی روشنی میں بکرا، بکری کے علاوہ اونٹ گائے کو بھی عقیقہ میں ذبح کر سکتے ہیں، کیونکہ اس حدیث میں عقیقہ میں خون بہانے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلمنے بکرا، بکری کی کوئی شرط نہیں رکھی، لہذا اونٹ گائے کی قربانی دے کر بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز عقیقہ کے جانور کی عمر وغیرہ کے لئے تمام علماء نے عید الاضحی کی قربانی کے جانور کے شرائط تسلیم کئے ہیں۔

کیا اونٹ گائے وغیرہ کے حصہ میں عقیقہ کیا جا سکتا ہے ؟:

اگر کوئی شخص اپنے ۲ لڑکوں اور ۲ لڑکیوں کا عقیقہ ایک گائے کی قربانی میں کرنا چاہے، یعنی قربانی کی طرح حصوں میں عقیقہ کرنا چاہیے، تو اس کے جواز سے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ ہمارے علماء نے قربانی پر قیاس کر کے اس کی اجازت دی ہے، البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس طریقہ پر عقیقہ نہ کیا جائے بلکہ ہر بچی، بچہ کی طرف سے کم از کم ایک خون بہا جائے۔

کیا بالغ مرد وعورت کا بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے ؟:

جس شخص کا عقیقہ بچپن میں نہیں کیا گیا، جیساکہ عموماً ہندوستان اور پاکستان میں عقیقہ چھوڑ کر چھٹی وغیرہ کرنے کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے، جو کہ غلط ہے۔ لیکن اب بڑی عمر میں اس کا شعور ہو رہا ہے، تو وہ یقیناً اپنا عقیقہ کر سکتا ہے، کیونکہ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نبوت ملنے کے بعد اپنا عقیقہ کیا اخرجہ ابن حزم فی "المحلی"، والطحاوی فی "المشکل"، نیز احادیث میں کسی بھی جگہ عقیقہ کرنے کے آخری وقت کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بڑی بچی کے سر کے بال منڈوانا جائز نہیں ہے۔ ایسی صورت میں بال نہ کٹوائیں، کیونکہ بال کٹوائے بغیر بھی عقیقہ کی سنت ادا ہو جائے گی۔

دیگر مسائل:

قربانی کے جانور کی طرح عقیقہ کے جانور کی کھال یا تو غرباء ومساکین کو دے دیں یا اپنے گھریلو استعمال میں لے لیں۔

کھال یا کھال کو فروخت کر کے اسکی قیمت قصائی کو بطور اجرت دینا جائز نہیں ہے۔

قربانی کے گوشت کی طرح عقیقہ کے گوشت کو خود بھی کھا سکتے ہیں اور رشتہ داروں کو بھی کھلا سکتے ہیں۔ اگر قربانی کے گوشت کے ۳ حصے کر لئے جائیں تو بہتر ہے: ایک اپنے لئے، ایک رشتہ داروں کے لئے اور تیسرا حصہ غریبوں کے لئے، لیکن یہ تین حصے کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔

عقیقہ کے گوشت کو پکا کر رشتے داروں کو بلا کر بھی کھلا سکتے ہیں، اور کچا گوشت بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔

اگر ذبح کرنے والا شخص عقیقہ کے متعلق صرف نیت کرلے اور "بسم اللہ اللہ اکبر" پڑھ کر ذبح کر ڈالے اور مولود کا نام نہ لے تو بھی عقیقہ ہو جائے گا۔

عقیقہ کے گوشت کی تقسیم اور استعمال:

عقیقہ کے گوشت کی تقسیم واستعمال کے متعلق جو ذبیحہ اضحیہ کے احکام ہیں، وہی ذبیحہ عقیقہ کے بھی ہیں۔ یعنی اس میں سے خود اہل خانہ کھائیں، صدقہ کریں، ہدیۃً اپنے اعزاء واقرباء واصدقاء کو دیں۔ اہل خانہ میں سے ماں باپ، بہن بھائی، نانا نانی، خالہ ماموں، چچا تایا، دادا دادی اور پھوپھی وغیرہ اور ان کے اہل وعیال سب ہی لوگ بلا استثناء عقیقہ کا گوشت استعمال کر سکتے ہیں۔ بعض جہلاء نے مشہور کر رکھا ہے کہ بچہ کی ماں اور ماں کے اہل خاندان مثلاً خالہ، ماموں، نانا اور نانی وغیرہ عقیقہ کا گوشت نہیں کھا سکتے ، یہ قطعًا درست نہیں ہے۔[47] اسی طرح صدقہ کے لیے صدقہ کے لیے بھی ایک تہائی یا دو تہائی یا نصف یا چوتھائی یا اور کسی خاص مقدار کی کوئی قید نہیں ہے۔ سید قاسم محمود صاحب عقیقہ کے گوشت کی تقسیم کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

"عقیقہ کے گوشت کا زیادہ حصہ فقیروں اور رشتہ داروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔"[48]

اور جناب مفتی ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ کراچی فرماتے ہیں:

"عقیقہ کے گوشت کا ایک تہائی حصہ مساکین کو تقسیم کر دینا افضل ہے۔ الخ"[49]

اس سلسلہ میں حق بات یہ ہے کہ صدقہ جتنا زیادہ کیا جائے وہ باعث خیر وبرکت واجر ہے۔ لیکن "ایک تہائی" یا "زیادہ تر حصہ" "فقراء ومساکین اور رشتہ داروں میں تقسیم کرنے کو معیار بنالینا صحیح اور منصوص نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص عقیقہ کے گوشت سے اپنے عزیز واقارب اور دوست واحباب کی دعوت وضیافت کا اہتمام کرے تو ایسا کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، بہت سے فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے۔ اس دعوت کو عرف الناس میں "بعام الخرس"[50] یا "بعام الحقیقۃ" کہتے ہیں۔

اپنی خوشی میں دائی یا دایہ کو شریک کرتے ہیں، عقیقہ کا گوت اسے دینا درست ہے، لیکن یہ گوشت اس کی اجرت کے طور پر نہیں بلکہ بطور ہدیہ دیا جائے۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسینؓ کے عقیقہ پر حضرت فاطمۃ الزہرؓ کو اس طرح ہدایت فرمائی تھی:

"وزني شعر الحسين و تصد قي بوزنه فضة وأعطي القابلة رجل العقيقة"[51]

"حضرت حسینؓ کے بالوں کو وزن کیا جائے، اس کے وزن کے مساوی چاندی صدقہ کی جائے گی اور دائی کو عقیقہ (کے جانور کا) ایک پیر دیا جائے۔"

ایک اور روایت میں مروی ہے:

"أن ابعثوا إلى القابلة منها برجل الخ"[52]

"اس میں سے ایک پایہ دائی کو بھیج دو۔"

عقیقہ سے متعلق بعض مروجہ رسوماتِ باطلہ:

ہندوستان وپاکستان میں عام طور پر غیر تعلیم یافتہ طبقہ میں عقیقہ کو محض ایک رسم سمجھا جاتا ہے، جو سراسر اسلامی مزاج کے خلاف ہے۔ اس موقع پر بعض بُری رسومات بھی دیکھنے میں آتی ہیں۔ مثلاً ناچ رنگ و ڈھول، گانے باجے یا مجلس میلاد کا اہتمام، گھوڑے پر بچہ کو سوار کرا کر کسی مسجد یا بزرگ کے مزار تک لے جانا، بچہ کے سر پر پھول یا سہرا باندھنا، نظر بد سے بچانے کے لیے اس کے چہرے پر کالا ٹیکہ لگانا، منت کے طور پر لڑکے کے کان چھیدنا، سرخ و پیلے رنگ یا کالے وہرے رنگ کا دھاگا گلے میں لٹکانا یا بازو اور کمر پر باندھنا، کوئی سکہ یا ہڈی کا ٹکڑا یا کانٹا یا لوہے یا چاندی یا سونے کا چاقو گلے میں لٹکانا، بچہ کے سر کے چاروں طرف روپیہ یا زیور کئی بار گھما کر اس کا صدقہ اور بلائیں اتارنا، بچہ کے بازو پر امام ضامن باندھنا، کمر میں پٹہ اور تلوار لٹکانا، آبِ زمزم پلانا، نیاز و فاتحہ کرنا اور اس کی شیرینی تقسیم کرنا، ماں باپ کا سج سنور کر دولہا دلہن بننا، جانور ذبح کرنے کے بجائے چائے پارٹی کا اہتمام کرنا وغیرہ یہ سب غیر شرعی اور جاہلانہ رسوم و اختراعات ہیں۔ ان سے خود بچنا اور دوسروں کو بھی روکنا چاہیے۔[53]

عقیقہ واجب ہے یا سنّت؟:

عقیقہ کے واجب و غیر واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ حسن بصری تابعی اور ظاہر یہ وجوب کے قائل ہیں اور جمہور کہتے ہیں، سنت ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں: "نہ فرض ہے، نہ سنت۔" امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد کے نزدیک قربانی کے ساتھ منسوخ ہو گیا ہے اور امام ابو حنیفہ سے یہ بھی روایت ہے کہ یہ جاہلیت کی رسم تھی، اسلام نے اسے مٹا دیا ہے، شاید امام ابو حنیفہ کو عقیقہ کی احادیث نہ پہنچی ہوں۔ یہ تمام اقوال امام شوکانی نے نیل الاوطار میں ذکر کیے ہیں۔20 امام شوکانی کا میلان جمہور کے مذہب کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے جمہور کی دلیل کے طور پر جو حدیث پیش کی ہے، اس حدیث میں «أَحَبَّ» (جو پسند کرے) کا لفظ چاہتا ہے کہ عقیقہ ضروری نہ ہو۔ مگر یہ دلیل کمزور ہے، کیونکہ دوسری احادیث سے ضروری ثابت ہوتا ہے، کیونکہ بعض روایتوں میں صیغہ امر آیا ہے۔ مثلاً

«أَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا» اس سے خون بہاؤ" جو وجوب کے لیے ہے اور بعض میں «رَهِينَةٌ» کا لفظ آیا ہے۔ جس کا معنی ہے کہ عقیقہ نہ ہو تو بچہ ماں باپ کی شفاعت نہیں کر سکتا، یا عقیقہ اس طرح لازمی ہے جیسے کوئی شے گروی ہوتی ہے اور قرض کی ادائیگی کے بغیر چھوٹ نہیں سکتی اور بعض نے اس کے معنی کیے ہیں کہ وہ گروی کی طرح بند ہے۔ جب تک عقیقہ نہ کیا جائے، نہ نام رکھا جائے اور نہ بال اُتارے جائیں اور بال اُتارنے سے تو چارہ نہیں، پس عقیقہ بھی ضروری ہو گیا اور بعض روایتوں میں «أَمَرَنَا» کا لفظ آیا ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عقیقہ کا حکم دیا، اس سے بھی وجوب ثابت ہوتا ہے۔ امام شوکانی نیل الأوطار میں کہتے ہیں، اگرچہ یہ الفاظ وجوب کے لیے ہیں، مگر «مَنْ أَحَبَّ» کا لفظ قرینہ صارفہ ہے، اس لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ الفاظ سے وجوب مراد نہیں، بلکہ امر استحبابی ہے، لیکن امام شوکانی کا یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ امر کا صیغہ یا امر کا لفظ کبھی قرینہ کے ساتھ استحباب کے لیے آجاتا ہے، لیکن «مَنْ أَحَبَّ» کے معنی استحباب کے لیے مشکل ہے، علاوہ اس کے «رَهِينَةٌ» کا لفظ استحباب کے لیے تسلی بخش دلیل نہیں۔ دیکھیے قرآن میں ہے ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾[54] "کہہ دو، اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اس آیت میں وہی محبت کا لفظ ہے، مگر باوجود اس کے آپ ﷺ کی اتباع ضروری ہے، ٹھیک اسی طرح حدیثِ مذکور کو سمجھ لینا چاہیے۔

اصل بات یہ ہے کہ جیسے شرط ہوتی ہے ویسے ہی جزا کا حکم ہوتا ہے، اللہ کی محبت چونکہ ضروری ہے اس لیے آپ ﷺ کی اتباع بھی ضروری ہے، اسی طرح عقیقہ چونکہ ضروری ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے، اس لیے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں (یعنی دونوں مُسنّہ) ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک ضروری ہے، یعنی اس سے کم نہ کرے، ہاں اگر حدیث یوں ہوتی کہ جو عقیقہ کرنا دوست رکھے تو وہ عقیقہ کرے تو پھر یہ حدیث استحباب کی دلیل بن سکتی تھی، اب نہیں۔ علاوہ ازیں محبت کے لفظ سے خلوص مقصود ہے، پس اس صورت میں مطلب یہ ہو گا، جو اخلاص سے عقیقہ کرے، وہ دو ہم عمر بکریاں لڑکے کی طرف سے کرے اور ایک لڑکی کی طرف سے اور ظاہر ہے کہ اخلاص ضروری ہے، پس عقیقہ خود ہی ضروری ہے۔[55]

کیا عقیقہ کے بجائے رقم صدقہ کرنا جائز ہے؟:

کچھ لوگ عقیقہ کرنے کے بجائے اتنی رقم صدقہ کر دیتے ہیں، لیکن احادیثِ عقیقہ کی لغوی تعریف کی رو سے عقیقہ کا جانور ذبح کرنا لازم ہے، رقم صدقہ کرنے سے عقیقہ نہیں ہو گا، چنانچہ ابن قدامہ حنبلی بیان کرتے ہیں:

"عقیقہ کی رقم صدقہ کرنے کے بجائے عقیقہ کرنا افضل ہے، امام احمد نے اس پر نص بیان کی ہے اور وہ کہتے ہیں:

جب عقیقہ کرنے والے کے پاس عقیقہ کرنے گنجائش نہ ہو اور وہ قرض لے کر عقیقہ کرے تو مجھے قوی اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے احیاے سنّت کے عوض بہتر نعم البدل دے گا۔ ابن منذر کا قول ہے کہ امام احمد کا قول مبنی بر حق ہے، کیونکہ سنت کا احیا اور ان کی اتباع افضل ہے، نیز عقیقہ کے متعلق روایات میں جتنی تاکید آئی ہے، دیگر مسائل میں اتنی تاکید وارد نہیں ہوئی، پھر اس ذبیحہ کے بارے نبی ﷺ نے حکم بھی دیا ہے، سو ولیمہ اور قربانی کی طرح عقیقہ ذبح کرنے کا اہتمام اولیٰ وافضل ہے۔"[56]

نتائج:

1۔ اسلام میں نومولود کے حقوق بھی اپنا ایک اہم مقام رکھتے ہیں، ان حقوق مین عقیقہ بھی شامل ہے۔[57]

2۔ بعض روایات میں ہے کہ "جب تک (مولود کا) عقیقہ نہ کیا جائے، برکت و سعادت میں سے اسے بہت کم حصہ ملتا ہے"[58]

3۔ امام احمد بن حنبل عقیقہ کی اہمیت و حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"هذا في الشفاعة يريد أنه إذا لم يعق فمات طفلا لم يشفع في أبويه"[59]

"عقیقہ کا تعلق شفاعت سے ہے۔ اگر مولود بچپن میں مر گیا اور اس کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو تو وہ اپنے والدین کی شفاعت نہیں کرے گا۔"

4۔ صحیح بخاری کی سلمان بن عامر الضبی والی حدیث کی رُو سے عقیقہ کرنے سے بچہ کی اذیت 14 دور ہوتی ہے۔[60]

5۔ عقیقہ، مولود کی طرف سے مصائب وآفات سے محفوظ رہنے کا فدیہ ہے۔[61]

6۔ شرائع اسلام کی اقامت پر فرحت و مسرت کا اظہار ہے۔

7۔ احیائے سنت رسولؐ کے ساتھ خیر و برکت اور اجر عظیم کا باعث ہے۔

8 ۔ مولود کی ولادت پر اللہ تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

9۔ مولود پر والدین کی شفاعت کی ذمہ داری کا نعم البدل ہے۔

10۔ مولود کی امد کی خوشی میں دعوت بعام کے لیے جمع ہونے والوں کے مابین عدل اجتماعی، الفت و محبت اور معاشرہ کے اجتماعی روابط کا قائم و مکمل اور مستحکم ہونا۔

11۔ بعام عقیقہ پر جمع ہونے والوں کا مولود کے لیے اجتماعی طور پر صحت وعافیت کی دعا کرنا۔

12۔ معاشرہ کے پسماندہ، غریب، فاقہ زدہ اور محروم طبقہ کی مدد ہونا وغیرہ۔

13۔ اگر چھوٹا جانور نہ ملے یا اس سے عاجز ہو تو بڑے جانور میں بھی عقیقہ کر سکتے ہیں البتہ قربانی کی طرح مشارکت جائز نہیں ہے۔

14۔ قربانی کی طرح شرائط پورے نہ کر سکتے ہوں تو جس عمر کا جانور عقیقہ کرنا میسر ہو کر سکتے ہیں۔

15۔ اگر ساتویں دن میسر نہ ہو تو بعد میں بھی عقیقہ دے سکتے ہیں حتی کے بڑی عمر میں بھی۔

16۔ بغیر عقیقہ کے کوئی بچہ وفات پا گیا یا کسی ایسے شخص کا انتقال ہو گیا جس کا عقیقہ نہیں ہوا تھا تو اس کی طرف سے وفات کے بعد بھی عقیقہ دے سکتے ہیں، فوت شدہ بچہ کی طرف سے عقیقہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ساتویں دن کے بعد انتقال کیا ہو۔

17۔ لڑکا کی طرف سے دو جانور عقیقہ کرنا ہے مگر بر وقت صرف ایک جانور عقیقہ کرنے کی طاقت ہو تو ایک بھی دے سکتے ہیں اور ایک دوسرا بعد میں طاقت ہونے پر عقیقہ کرے۔

18۔ اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ اس کا عقیقہ نہیں ہوا ہے تو خود اپنا عقیقہ بھی کر سکتے ہیں۔

19۔ اگر کوئی ایسے عیوب سے پاک جانور کا عقیقہ کرنے سے عاجز ہو جن کا قربانی میں اعتبار کیا جاتا ہے تو پھر عیب دار کا عقیقہ بھی کر سکتے ہیں بشر طیکہ ایسا عیب نہ ہو جو ضرر پہنچانے والا ہو۔

اس پورے مضمون کا خلاصہ کلام یہ ہوا کہ عقیقہ میں چھوٹا جانور ہی ذبح کیا جائے، اگر کسی نے بڑے جانور میں عقیقہ کر لیا تو بعض اہل علم کے قول کی روشنی میں جائز ہے مگر اس کی ٹھوس دلیل وارد نہیں ہونے کی وجہ سے آئندہ بڑے جانور میں عقیقہ کرنے سے بچنا افضل واولی ہے اور جس نے بڑے جانور میں عقیقہ کا حصہ لیکر کیا وہ کفایت نہیں کرے گا کیونکہ عقیقہ کے جانور میں اشتراک کی دلیل نہیں ہے۔

ان سب خصوصیات کے باعث عقیقہ، اجتماعیت اور شریعت کی ایک اہم اساس اور ضرورت بن جاتا ہے۔

حواشی

References

1. Ibn e Manzoor al Africi, Lisan al Arab, darul fikar, Beirut, 1414h, pp. 11-13
2. Ibid
3. Muhammad bin Ismail al Bukhari, Sahih al Bukhari, kitabul a’aqiqa, darul Salam, Riyadh, hadith no 5472, pp. 974
4. Fathul Bari, v9, pp726
5. Ibn e Kathir, al bidaya wa al nihaya, dar ibn e Kathir, Beirut, v3, pp. 276

6. Abu Dawood, sunan abi Dawood, kitab al zahay, hadith no 2836, pp. 1435, Dar al Salam, Riyadh, 1999
7. Ibid
8. Tirmizi, sunan tirmiz, kitab al azahi, hadith no 1513, pp. 1806, Dar al Salam, Riyadh, 1999
9. Abu Dawood, sunan abi Dawood, kitab al zahay, hadith no 2836, pp. 1435, Dar al Salam, Riyadh, 1999
10. Ibid
11. Ibn e Hajar A'asqalani, nuzhatul nazar sharah nakhabatul fikar, Faroqi kutub khana, Multan, pp.4
12. Abu Dawood, sunan abi Dawood, kitab al zahay, hadith no 2837, pp. 1435, Dar al Salam, Riyadh, 1999
13. Ibid, hadith no 2838, pp. 435
14. Ibid
15. Fathul bari, v9, pp. 721
16. Ibn e Maja, bab al zabaih, hadith no 3166, pp. 640, darul salam, 1999
17. Fathul bari, v9,pp. 721
18. Nisai, Kitab al A'aqiqa, hadith no 3935
19. Ibid
20. Tuhafatul ahawzi, v2, pp. 362
21. Bidayatul mujtahid, darul a'aqida, Cairo v2, pp.66
22. Balta gee, Ali Abdul Hamid, al mua'tmid fi al fiqh, v 1,pp370, darul khair, 1991
23. ibid
24. mahmood al Hasan Gangohi, fatawa mehmodia, v4, pp. 322
25. Fathul bari, v9, pp. 737
26. Saleem Ullah Khan, Kashaf al Bari Sharah sahih al bukhari, maktaba Farooqia Karachi, 1423h, v4, pp182
27. Bidayatul mujtahid,v1, pp. 737
28. Fathul bari, v9, pp. 737
29. Ibid
30. Bidayatul mujtahid,v1, pp. 340

31. Ibid
32. Sahih al bukhari, kitab al a’qida, hadith no 5472, pp. 471
33. Ibn al Qayyim, tuhfatul wadood fi ahkam al molood, pp. 139
34. Umdatul Qari, v21, pp.87
35. Ibid
36. Lisan al Arabi, v12, pp.268
37. Ibid
38. Ibid
39. Misbah al lughat, pp. 298
40. Ibid
41. Ibid
42. Lisan al Arabi, v12, pp.298
43. Ibid
44. Sahih al bukhari, kitab al a’qida, hadith no 5467, pp 471
45. Ibid
46. Ibid, hadith no 5470
47. Islam or haqoq e atfal, v2, Misaq Lahore i 3o, pp. 72
48. Syed Qasim Mehmood, shahkar e Islam encyclopedia, pp. 1083
49. Monthly Iqra digest, Karachi, i 7, pp. 185, September 1985
50. Bia’am al kharas, Lisan al mizan, v7, pp. 363
51. Rawaho al bahiqi, v9, pp. 304
52. Abu Dawood fi al mursal
53. Islam or haqoq e atfal, v2, Misaq Lahore i 3o, pp. 72
54. Al Baqar
55. Hafiz Abdullah Muhaddas ropri, fatawa ahl e hadith, 2/ 548,549
56. Al mughni ma’a al sharah al kabir, pp. 11,12
57. Islam or haqoq e atfal, v2, Misaq Lahore i 3o, pp. 72
58. Syed Qasim Mehmood, shahkar e Islam encyclopedia, pp. 1083
59. Fathul bari, sharah sahih al bukhari, v1, pp. 594
60. Sahih al Bukhari, kitab al A’aqida
61. Abdullah Nasih ilwan, Tarbiat al awlad fil Islam,v1